قال رسول اللہ زکوا اموالکم تقبل صلوٰتکم

الحمد للہ والمنہ کہ ایں رسالہ عجالہ موسومہ بارشاد المزکین

معروف بہ زکوتیہ من جملہ تصنیفات جناب مستطاب

تقدس القاب فضائل و فواضل پناہ

حقایق دستگاہ جبر لوذعی و بحر لمعی

فاضل مؤتمن عمدۃ المدرسین

جناب سید ابوالحسن

صاحب دام

مجدہ

بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج بتاریخ ۲۶ ماہ محرم ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۲۸ جون ۱۸۹۷ع روز دوشنبہ بار سوم بسعی سید سجاد علی اطال اللہ عمرہ ـ

در مطبع اثنا عشری بن عمام علی مطبوع گردید

نقل دستخط جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر جناب میر آغا صاحب مدظلہ العالی

این رسالۂ سدیدہ و عجالۂ مفیدہ موسومہ بارشاد المزکین کہ آنرا النجبۃ الازکیا الراشدین و خلاصۃ الامناء المهتدین الکارع من حیاض الفنون العقلیۃ والرائع من ریاض العلوم النقلیۃ المتوقد اللبیب والفاضل الادیب الاریب ذو المجد الاثیل و الشرف الاصیل السید ابو الحسن علی بن السید نقی وفقہ اللہ لتحصیل السعادات والقربات و رقاہ الی عوالی مدارج الکمالات بحیز تالیف و قالب تصنیف کشیدہ از ابتدا و آغاز تا انتہا و انجام بنظر خاطی عبد مستہام در رسیدہ چون مشتمل است بر مسائل اجماعیہ و فتاوی مشہورہ قویہ و اقوال احتیاطیہ و وزن درہم و دینار و صاع و غیرہ و حسابیکہ متفرع ازان است مقرون است بصحت و صواب و موافق است بحسابیکہ این خاطی عاصی از کلام جناب غفرانمآب جدی الاعلی اعلی اللہ مقامہ فی الجنان استنباط و استفادہ کردہ تحقیق و تنقیح نمودہ پس عمل برین رسالہ میتوان کرد نفعہ اللہ بہا و سائر المؤمنین انہ تعالی خیر موفق و معین و انا الراجی عفو ربی الغنی القوی السید المصطفی المدعو بمیر آغا النقوی تجاوز اللہ عن سیئاتہ و وفقہ لمرضاتہ ولد عمدۃ العلماء السید محمد ہادی سبط العلامۃ المشتہر فی الآفاق جناب مولانا السید دلدار علی رضوان اللہ علیہم اجمعین و حشرہم مع موالیہم المعصومین و کان ذلک یوم الثلثا لثمٰن لیال خلون من المحرم الحرام ۱۲۹۴ھ من ہجرۃ سید الانام علیہ وآلہ الکرام آلاف التحیۃ والسلام فقط

السید مصطفی بن محمد ہادی

نقل دستخط جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر جناب سید محمد ابراہیم صاحب مد ظلہ العالی

این رسالہ وجیزہ و عجالہ عزیزہ را فضائل مآب فواضل اکتساب المتوقد الزکی والفاضل
الالمعی صاحب المجد الفاخر ذو المکارم والمفاخر الحسیب النسیب الادیب الاریب
عمدۃ الاجلاء نخبۃ الاذکیا السید ابو الحسن علی بن سید نقی جعلہ اللہ من اعلام الرشاد و
الارشاد و رقاہ الی ذروۃ الفقہ والاجتہاد برای انتفاع مومنین تالیف نمودہ اند
بعض مواضع آن بنظر قاصر رسیدہ بعنوان خوب و اسلوب مرغوب محرر و مہذب گردیدہ
احسن اللہ الیہ واسبغ نعمہ علیہ ونفعنا اللہ بہا وسائر المومنین من شیعۃ آل طٰہٰ و یٰس
کتب ہذہ الاحرف اقل العباد عملاً واکثرہم زللاً محمد ابراہیم ابن العلامہ ممتاز العلما
اعلی اللہ مقامہ عصر یوم الثلثاء الرابع عشر من شہر محرم الحرام سنہ اربع و
تسعین بعد الالف و مائتین من ہجرۃ النبی و آلہ المصطفین فقط —

محمد ابراہیم
سید

نقل دستخط جناب قبلہ و کعبہ مجتہد العصر جناب سید ابو صاحب مد ظلہ العالی

این رسالہ شریفہ و مقالہ منیفہ را فضائل مآب کمالات انتساب الدر الفاخر حلیف
المفاخر الکارع من میادین الفنون العقلیہ والرائع من ریاض العلوم النقلیہ الموقد
اللبیب الالمعی البارع الاریب الاریحی السید ابو الحسن علی ابن السید نقی بلغہ اللہ ذروۃ
سنام الفقہ والاجتہاد وجعلہ من اعلام الہدایۃ والرشاد بجہت انتفاع مومنین در
سلک تالیف در آوردہ اند بعض مواضع آن بنظر قاصر در آمدہ بنہج خوب اسلوب و
مرغوب نوشتہ اند جزاہ اللہ افضل جزاء المحسنین و نفع اللہ بہا المومنین و کتب الفقیر الی اللہ
ابو الحسن ابن علی حقق اللہ آمالہ واصلح اعمالہ فقط

لا الہ الا اللہ العلی القوی
عبدہ ابو الحسن بن محمد بن
علی بن صفدر الرضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی والصلوٰۃ علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد کہتا ہی بندۂ خاکسار طالب مغفرہ پروردگار قوی ابو الحسن علی بن سید تقی رضوی غفر اللہ لہ سیئاتہ و اسکنہ بحبوحۃ جناتہ کہ یہہ رسالہ مشتمل ہی اوپر اکثر مسائل احتیاطیہ و مشہورہ و اجماعیہ زکوٰۃ کی حسب التماس بعض طلبہ مدرسۂ خزینۃ العلوم مقام شاہ گنج بہادی کے تحریر ہوا اور نام اسکا ارشاد المزکین رکھا اور متضمن ہے کئی فصلون پر فصل اول بیچ بیان ثواب و فضیلت زکوٰۃ و عذاب تارک زکوٰۃ کے پس مخفی نرہے کہ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ اس بارہ مین بہت ہین یہہ رسالہ مختصر گنجایش اونکی نہین رکہتا ہے لیکن بطور اجمال چند آیات و احادیث بیان کیے جاتے ہین حق سبحانہ تعالی قرآن مجید و فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ یعنی مثل اون

لوگون کے جو صرف کرتے ہین مال اپنا بیچ راہ خدا کے خمس و زکوۃ و حج وغیرہ
ہین مثل اس دانہ کے ہے جو بویا گیا ہو اور اوسمین سات خوشہ نکلین اور ہر
خوشہ مین سو دانہ ہون کہ مجموع سات سو دانہ ہوتے ہین اور اللہ زیادہ
کرتا ہے واسطے جسکے کہ چاہے خلاصہ کلام الہی یہہ ہے کہ جسطرح ایک دانہ
مین سات سو دانہ خداوند عالم عطا کرتا ہے اسیطرح جو شخص کہ اوسکی راہ
مین صرف کرے ایک کے عوض مین سات سو کا ثواب عطا کریگا بلکہ یہہ اقل
مرتبہ ثواب ہے جسکو چاہے اس سے بھی زیادہ دوچند سہ چند ثواب عطا کرے اور
احادیث مین ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین سے وارد ہوا ہی کہ حق سبحانہ
تعالی نے مقرر کیا ہی واسطے فقرا و مساکین کے ایک مقدار کو بیچ اموال اغنیا
کے کہ وہ کافی ہے مساکین کے واسطے اگر خداوند عالم جانتا کہ یہہ مقدار کافی
ہوگی تو زیادہ مقرر کرتا اور جو تکلیف و ضرر کہ فقرا کو پہونچتا ہے اسیوجہ سے ہی
کہ اغنیا حق فقرا کا نہین دیتے ہین اگر دیتے تو سب بہ راحت و آسانی گذر کرتے
اور مال اغنیا مین بھی ترقی ہوتی اور بہی حق تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے
والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ
فبشرہم بعذاب الیم یوم یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا
جباہہم وجنوبہم وظہورہم ہذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا
ما کنتم تکنزون یعنے جو لوگ کہ جمع کرتے ہین طلا و نقرہ اور نہین صرف
کرتے راہ خدا مین اور حقوق الہی کو ادا نہین کرتے ہین پس بشارت دو انکو ای محمد
ساتھ عذاب دردناک کے بیچ اوس روز کے کہ گرم کیے جاوینگے یہی طلا و نقرہ بیچ

جہنم مین اور داغ کرینگے اُس سے اُنکی پیشانیون اور پہلوؤن اور پیٹھون کو
اور کہا جائیگا اُنسے کہ یہہ اموال تمہارے ہین کہ جمع کیا تھا تمنے اُنکو پس چکھو تم
عذاب اُسکا اور حضرت امام بحق ناطق جعفر صادق ع سے منقول ہے کہ جو
نہ دے کوئی قیراط زکوٰۃ مین کہ بیسوان حصہ دینار کا ہے تو وہ نہ مومن ہے نہ
مسلمان اور بروقت موت کے استغاثہ کریگا کہ مجھکو واپس کر دنیا کی جانب
تا زکوٰۃ دون جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے حتی اذا جاء احدھم الموت
قال رب ارجعونی لعلی اعمل صالحا فیما ترکت یعنے جب کہ
آئیگی اُنمین سے کسی کو موت کہے گا پروردگار ابھیر دی مجھکو دنیا کی طرف
شاید کہ عمل نیک کرون اُس مال مین جو کہ چھوڑا ہے مینے اور جناب رسالتمآب
سے منقول ہے جو کہ طلا اور نقرہ رکھتا ہو اور زکوٰۃ اُسکی نہ دے حق تعالی اُسکو
بروز قیامت محشور کریگا اُس زمین لقرندہ پر کہ ٹھہر نہ سکیگا اوس پر اور مسلط
کریگا اُس پر ایک ابلق سانپ کو کہ زہر اُسکا اور سانپون سے بہت زیادہ ہو وہ
سانپ اُسکے عقب مین دوڑیگا اور وہ شخص بھاگیگا جب اُس تک سانپ
پہونچے گا اور وہ شخص بھی جانیگا کہ اب اس سے گریز ممکن نہین ہے تو
لاچار ہو کے ہاتھ اپنا موتھ مین اُسکے دیگا پس سانپ اُس طرح پر کاٹے گا
جس طرح کہ اونٹ کسی شی کو اپنی دانتون سے دبا لیتا ہے پھر وہ سانپ اُس
شخص کے مثل طوق کے لپٹ جائیگا اور یہی معنی ہین قول حق تعالی کے
سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ یعنے عنقریب ہے کہ طوق گردانے جائینگے
گردنون مین اونکے بروز قیامت اُس مال سے کہ جسمین بخل کیا تھا دنیا مین

اور راہ خدا مین صرف نکیا تھا اور امام بحق ناطق حضرت جعفر صادق سے
منقول ہے کہ کوئی مال بیچ صحرا یا دریا کے تلف نہین ہوتا مگر بسبب ندینے
زکوٰۃ کے فصل ثانی بیان مین اون اشخاص کے جن پر زکوۃ واجب ہوتی
ہو پس مخفی نرہے کہ واجب ہوتی ہے زکوۃ اُس شخص پر جسمین اتنی شرطین
ہون اول یہہ کہ بالغ ہو اور دوسرے عاقل ہو کیونکہ اطفال و مجانین کے
ملک مین جو طلا یا نقرہ ہو اُسکی زکوۃ نہین ہے ہان بنابر مشہور کے سنت ہے زکوۃ
غلات اور مواشی مملوکہ طفل مین بلکہ بعض علمانے اُسکو واجب کیا ہے تیسرے
آزاد ہو کیونکہ غلام پر زکوۃ نہین ہے چوتھے یہہ کہ مالک ہو اور قادر تصرف پر اپنے مال
مین ہو پس اگر کسی نے کسی شخص کو مال قابل زکوۃ ہبہ کیا ہو اور موہوب لہ
قابض نہوا ہو تو اُس پر زکوۃ واجب نہین ہے البتہ بعد قبض اور تحقق شرائط
کے زکوۃ واجب ہوگی موہوب لہ پر اسیطرح اگر کوئی وصیت کرے کہ اتنا مال
مثلاً فلان شخص کو دیا مین نے اور موصی زندہ ہے یا مرگیا اور موصی لہ
نے قبول نکیا یا قبول کیا اور اُسکو نملا کسی وجہ سے تو ان سب صورتون
مین موصی لہ پر زکوۃ نہوگی اور اگر کچھ مال قرض لے اور قابض ہو اُس
پر اور صرف نکرے یہان تک کہ سال اُس پر گذرے تو زکوۃ اُس پر واجب
ہوگی خلاصہ یہہ کہ جب تک مالک مال قابض و قادر اُس کے تصرف پر
ہوگا زکوۃ اُس پر واجب نہوگی پانچوین شرط یہہ ہے کہ ایسا مال رکھتا ہو
کہ جسمین زکوۃ واجب ہے مثل روپیہ اشرفی گندم و جو وغیرہ کے کہ انشاءاللہ
تفصیل بیان ہوگا چھٹے شرط یہہ ہی کہ مال موجود بقدر نصاب کے ہو یعنے اتنی

مقدار کو مال پہونچا ہو کہ جسمین شرعاً زکوٰۃ واجب ہوتی ہی جیسا کہ عنقریب
بتفصیل بیان ہوگا انشاء اللہ تعالی ساتوین شرط گذرنا سال کا ہے یعنے
سال بھر تک مال اپنے قبضہ اور اختیار مین رہے لیکن یہہ شرط زکوٰۃ غلہ مین
نہین ہے بلکہ بنابر قول مشہور کے جب حبوب بستہ ہو جائین تو گندم وغیرہ سے
وجوب زکوٰۃ متعلق ہو جاتا ہی اگرچہ گندم کا اطلاق اُس پر نہو اور بعضے
علما قائل ہین کہ جب اطلاق گندم کا ہوگا جب وجوب زکوٰۃ اُس سے متعلق
ہوگا اور سال زکوٰۃ کا گیارہ مہینہ کا ہے جب بارہوان مہینہ شروع ہوتا
ہے تو زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور اختلاف ہے درمیان علما
کے کہ آیا بارہوان مہینہ سال گذشتہ مین داخل ہے یا نہین
مشہور قول اول ہے اور شرط ہے کہ سب شرائط زکوٰۃ تمام
سال مین یعنے گیارہ مہینون مین موجود رہین پس اگر اثناء یازدہ ماہ
مین کسی شرط مین شرائط زکوٰۃ سے خلل واقع ہوا ہو مثل اسکے نصاب
مین کمی ہو گئی ہو یا نصاب کو بدل لیا ہو کسی اور جنس سے خواہ وہ شئے
جسکو بدلا ہے اوسکے جنس سے ہو یا نہو تو سب صورتون مین زکوٰۃ ساقط ہو گی
اور اگر یہہ سب امور اس نیت سے کیے ہون تا زکوٰۃ دینا نہ پڑے تو علما
مین اختلاف ہے مشہور یہہ ہے کہ ایسی صورت مین زکوٰۃ واجب نہین
ہے اور بعض قائل ہین کہ اس صورت مین زکوٰۃ ساقط ہو گی فصل
بیچ بیان اُون چیزون کے جنمین زکوٰۃ دینا واجب ہے اسمین کئی امر ہین
امر اول زکوٰۃ نو چیزون مین واجب ہے اول سونا دوسرے چاندی

تیسرے گندم چوتھے جو پانچوین خرما چھٹے مویز ساتوین شتر آٹھوین گو سفند
نوین گاؤ بھینس اور سنت ہے زکوۃ کل اون چیزون مین کہ زمین سے روئیدہ
ہون اور کیل وزن مین آتی ہون سوائے فواکہ مثل خربزہ و خیار وغیرہ اور ترکاریکی
مثل پودینہ و ساگہہ وغیرہ کے کہ اونمین زکوۃ سنت بھی نہین ہے البتہ اگر تصدق
کرے تو مستحب ہے امر ثانی بیچ بیان زکوۃ سونے اور چاندی کے پس
مخفی نرہے کہ سونے چاندی مین واجب ہوتی ہے زکوۃ اگر بقدر نصاب کے ہون
اور سال بھر اپنی حال پر رہین اور سکہ دار ہون اگرچہ اُس سکہ سے فی الحال معاملہ
نہوتا ہو پس زیور وغیرہ مین زکوۃ نہین ہے امر ثالث نصاب مین طلا کی دو
ہین اول بیس دینار ہین کہ حسب تحقیق استاد اکبر جناب غفران مآب علی اللہ
مقامہ فی دار الکرامہ کے ظاہر ہے بیس دینار برابر ساڑھے پانچ تولہ اور ڈیرہ
ماشہ کے ہوتے ہین اور مراد تولہ سے بارہ ماشہ ہین اور ماشہ سے مراد آٹھ رتیان
پس جب اسقدر طلا کسی کے ملک مین ہو تو باوجود تحقق شرائط زکوۃ کے چالیسوان
حصہ مقدار مذکور کا زکوۃ مین دے اور مقدار مذکور بحساب اشرفی چہرہ دار جو کہ
ہم وزن روپیہ چہرہ دار کے ہوتی ہے برابر پانچ اشرفیان اور دس ماشہ
طلا مسکوک کے ہے پس بحسب حساب مذکور ایک دینار بوزن تین ماشہ
و تین رتی کے اور دوسرے نصاب طلا کے چار دینار ہین کہ بوزن ایک تولہ
ڈیرہ ماشہ کے ہے پس جب تک طلا مسکوک چوبیس دینار کامل نہوین تو جو
زکوۃ بیس دینار کی ہے وہی دینا لازم ہے نہ زیادہ اور جب چوبیس دینار کامل
ہون جو برابر سات اشرفی چہرہ دار مذکور اور چار رتی کے ہوتی ہین تو ب کا

نصاب طلا

چالیسوان حصہ زکوۃ مین دے اور بعدہ پھر جب تک چار دینار اور زیادہ
نہون تو زائد کے خاص زکوۃ نہین ہے البتہ جب اٹھائیس دینار کامل ہون
تو مجموع کا چالیسوان حصہ دے اسیطرح حساب کرتا رہے جب چار چار دینار
زیادہ ہون تو مجموع کا چالیسوان حصہ نکالے والّا زائد کی خاص زکوۃ نہوگی
اور نصاب مین چاندی کی بھی دو ہین اول دو سو درہم ہین کہ بحسب تحقیق جناب
مذکور ظاہرا برابر اکتالیس روپیہ چہرہ دار انگریزی باضافہ ایک ماشہ کے ہوتے
ہین پس جبکہ اتنا روپیہ ہو اور شرائط زکوۃ محقق ہون تو چالیسوان حصہ
نکال زکوۃ مین دے اور اگر پورے اکتالیس روپیہ چہرہ دار ہون
بلا اضافہ ایک ماشہ کے ~~تو زکوۃ~~ تو زکوۃ اسکی یعنے چالیسوان
حصہ دینا احوط ہے اور ایک درہم بحسب حساب مذکور برابر دو ماشہ
اڑہائی رتی اور دو خمس ایک رتی کے ہے دوسرے نصاب چالیس درہم ہین
کہ بظاہر ہموزن آٹھ روپیہ چہرہ دار اور اڑہائی ماشہ کے ہوتی ہین
پس جب تک دو سو درہم پر چالیس درہم زیادہ نہون تو زائد کے
خاص زکوۃ نہین ہے بلکہ جو دو سو درہم کی زکوۃ ہے اسیقدر دینا
واجب ہے البتہ اگر دو سو چالیس درہم کامل ہون تو مجموع کا چالیسوان
حصہ دے اسی طرح حساب کرتا رہے جب چالیس چالیس درہم زیادہ ہون
تو مجموع کا چالیسوان حصہ نکالے والّا زائد کے خاص زکوۃ نہین ہے
جیسا کہ نصاب طلا مین مذکور ہوا **فصل چوتھی بیچ بیان زکوۃ غلہ** کے اسمین
دو امر ہین امر اول اسمین کئی مسئلہ مسئلہ اولی غلہ مین زکوۃ واجب ہے

بشرطیکہ بقدر نصاب کے ہوا ور خود زراعت کی ہو یعنے مالک تخم کا ہو
بعد ازان زراعت کرے یا زراعت وغیرہ اُس کے ملک مین آئی ہو قبل
بستہ ہونے حبوب جو و گندم وغیرہ کے مسئلہ ثانیہ اگر گندم و جو کو خریدے
در حالیکہ دانہ پختہ ہو چکے ہون یا بعد کٹنے کے تو زکوۃ اُسکی بایع پر ہوگی
اور اگر قبل کاٹنے کے خریدا ہو در حالیکہ حبوب بستہ ہوئی ہون
تو مشتری پر زکوۃ ہوگی اور اگر حبوب بستہ ہو گئی ہون لیکن اُسکو
عرف مین گندم و جو نکہین تو بنا بر مشہور کے بایع کو زکوۃ دینا ہوگا
اور بعض علماء قائل ہین کہ اس صورت مین مشتری پر زکوۃ ہوگی
اور احوط یہہ ہے کہ اس صورت مین دونو زکوۃ دین مسئلہ ثالثہ اگر
زمین اجارہ مین لی ہو اور زراعت اپنی کرے تو زکوۃ صاحب زمین کی
نہین ہو بلکہ زارع پر زکوۃ ہوگی اور اگر زمین و زارع سے نصف یا ثلث وغیرہ
مثلاً مقرر کیا ہو پس حاصل زراعت مین بعد تقسیم کے جسکا حصہ بقدر
نصاب کے ہوگا اُسکو زکوۃ دینا لازم ہوگا مالک زمین ہو یا زارع ہو اور
اگر دونو شخصون مین سے ہر ایک کا حصہ نصاب کو پہونچے تو دونو پر واجب ہوگی
مسئلہ رابعہ زکوۃ کا نکالنا بعد اخراج حصہ سلطان اور جمیع
اخراجات زراعت مثل قیمت تخم و اجرت زارع و اجرت آب و پشتہ و تنقیہ
و حشمہ وغیرہ کے ہوگا بنا بر قول ایک جماعت علما کے اور بعض علما
قائل ہین کہ زکوۃ دے بعد اخراج حصہ سلطان کے فقط یعنے حصہ سلطان
دیکر جو کچھ بچے اُسکی زکوۃ نکالی اور باقی اخراجات بر ذمہ مالک ہین اور احوط

یہہ ہے کہ نصاب کا اعتبار ابتدا اُس کرے یعنے قبل اخراج حصّہ سلطان کے
اگر بقدر نصاب ہو تو زکوۃ دے مسئلہ خامسہ غلہ مین ایک مرتبہ زکوۃ
دینا کافی ہے دوبارا دینا واجب نہین اگرچہ سالہا سال تک اُسکے پاس
رہے امر ثانی اس مین دو مسئلہ مسئلہ اولی نصاب غلہ کے پانچ وسق
ہین کہ بحساب سیر انگریزی نمبری جو شہر لکھنؤ مین فی الحال متداول ہے
اور غالبًا بوزن اسّی روپیہ چہرہ دار کے ہے بائیس من سوا اکیس سیر ایک
چھٹانک دو چہرہ دار اور سات ماشہ کے ہوتی ہے اور اس مقدار غلہ سے
جتنا زیادہ ہو اگرچہ سیر بھر بھی ہو تو اُسکی بھی زکوۃ دینا واجب ہے مسئلہ ثانیہ
اگر زراعت و باغ مین آب پاشی نکی ہو بلکہ آب روان یا آب باران سے زراعت
بہم پہونچی ہو یا باغ مثلًا قریب پانی کے ہے اور درختون مین جڑ و نسے پانی
پہونچتا ہے پس اس صورت مین دسوان حصہ غلہ کا زکوۃ مین دینا چاہیے
اور اگر زراعت و باغ مین آب پاشی کی ہو تو اس صورت مین بیسوان
حصہ غلہ کا زکوۃ مین دینا چاہیے اور اگر دونون امر ہون یعنے آب پاشی بھی
کی ہو اور آب روان یا آب باران سے بھی پانی پہونچا ہو پس اس صورت مین
اگر دونون امر مساوی ہون تو نصف غلہ سے دسوان حصہ دیا جاویگا اور
نصف آخر سے بیسوان حصہ دیا جاویگا پس اگر غلہ چالیس من ہو تو اُسکی زکوۃ
تین من نکالے پس مراد اُس سے تین ربع عشر ہین اور اگر مساوات نہو تو پس
حالین کئی صورتین ہو سکتی ہین اور اکثر مین اختلاف محتمل ہے لیکن احوط یہہ ہے کہ
اگر سیرابی اُسکی آب باران وغیرہ سے کم تھی اور آب پاشی زیادہ تھی تو وہی مقدار

ہوئے کو رہو ہی یعنے تین ربع عشر نکالے اور اگر اس امر کے برعکس ہو تو مجموع
کا دسواں حصہ نکالے **فصل پانچوین بیچ بیان زکوۃ شتر و گوسفند و**
گائی بہیس کے اسمین دو امر ہین **امر اول** زکوۃ اُن جانورون کی واجب ہے
چار شرطون سے **اول** یہہ کہ بقدر نصاب کے ہون **دوسرے** یہہ کہ سال بھر تک
اپنے مال پر رہین **تیسرے** یہہ کہ کارکن نہون یعنے اونسے کام نہ لیا جاتا ہو
اور بنا اسکی عرف پر ہے اگر عرف مین انکو کارکن نکہین تو زکوۃ دینا لازم
ہے اور سال یا مہینہ مین اگر ایک روز کام لیا ہو تو اوسکا اعتبار نہیں ہے
چوتھے یہہ کہ تمام سال چرتے رہین یعنے اپنا مال مملوک سے نکھلا دیا ہو اور اسکا بھی مدار
عرف پر ہے اگر عرف مین کہین کہ غذا انکی تمام سال چرائی پر تھی تو وجوب زکوۃ
اُنسے متعلق ہوگا اور اگر سال یا مہینہ مین ایک روز اپنے مال یا مملوک کو
کھلایا ہو تو یہہ درجہ اعتبار سے ساقط ہوگا **مسئلہ** ان جانورون کے بچے
جب سے کہ پیدا ہون اوسی روز سے سال زکوۃ کا حساب کرنا چاہیے بنا بر
قول مشہور کے اور یہی احوط ہے **امر ثانی** بیچ بیان نصاب کے پس تحقیق نی
رہے کہ شتر کے بارہ نصاب ہین **اول** پانچ شتر ہین اگر شتر انکے ملک
انمین تحقق ہون تو ایک گوسفند زکوۃ مین دینا چاہیے **دوسرے** دس شتر
انکی زکوۃ دو گوسفند ہین **تیسرے** پندرہ شتر انکی زکوۃ تین گوسفند ہین **چوتھے**
بیس شتر انکی زکوۃ چار گوسفند ہین **پانچوین** پچیس شتر انکی زکوۃ پانچ
گوسفند ہین بنا بر قول مشہور کے **چھٹے** چھبیس شتر انکی زکوۃ ایک شتر ماده
یک سالہ ہے داخل سال دوم ہین **ساتوین** چھتیس شتر انکی زکوۃ ایک شتر

نصاب شتر

۱	۵	[illegible]
۲	۱۰	۲
۳	۱۵	۳
۴	۲۰	۴
۵	۲۵	۵
۶	۲۶	[illegible]
۷	۳۶	[illegible]
۸	۴۶	[illegible]
۹	۶۱	[illegible]
۱۰	۷۶	[illegible]
۱۱	۹۱	[illegible]
۱۲	۱۲۱	[illegible]

یا مادہ دوسالہ ہے داخل سال سیوم مین آٹھوین چھیالیس شتر انکی زکوۃ ایک
شتر مادہ سہ سالہ ہو داخل سال چہارم مین نوین اکسٹھ شتر انکی زکوۃ ایک
شتر مادہ چہار سالہ ہو داخل سال پنجم مین دسوین چھہتر شتر انکی زکوۃ دو شتر
مادہ مین ہر ایک دو سالہ ہو داخل سال سیوم مین گیارہوین اکانوی شتر
انکی زکوۃ دو شتر مادہ سہ سالہ مین داخل سال چہارم مین بارہوین ایکسو اکیس
شتر اور جتنے زیادہ ہون انکی زکوۃ ہر پچاس شتر مین ایک شتر مادہ سہ سالہ ہو
داخل سال چہارم مین یا ہر چالیس شتر مین ایک شتر مادہ دو سالہ ہو داخل
سال سیوم مین اسطور پر کہ فقرا کا نقصان لازم نہ آوے پس ایکسو اکیس مین ہر چالیس
کا اعتبار کرے اور اگر ڈیڑہ سو ہون تو ہر پچاس کا اعتبار کرے اور اگر دو سو
ہون تو اختیار ہے چاہے ہر چالیس کا اعتبار کرے اور چاہے ہر پچاس کا اور اسیطرح
حساب کرے جسقدر زیادہ ہون اور گائی بھیس کی دو نصاب ہین اول تیس
گائی یا بھیس ہین انکی زکوۃ ایک گوسالہ ایکسالہ ہو مادہ ہو یا نر داخل سال دوم مین
دوسرے چالیس گائی یا بھیس انکی زکوۃ ایک گائی مادہ دوسالہ ہو داخل سال سیوم مین
اور جسقدر زیادہ ہون اسی حساب سے دے ہر تیس گائی مین ایک گوسالہ ایکسالہ دے
اور ہر چالیس مین ایک گائی مادہ دوسالہ دے اور اس طور پر حساب کرے کہ نقصان فقرا کا نہو
جیساکہ نصاب شتر مین مذکور ہوا اور گوسفند کی پانچ نصاب ہین اول چالیس گوسفند
ہین انکی زکوۃ ایک گوسفند ہے دوسرے ایکسو اکیس گوسفند انکی زکوۃ دو گوسفند ہین تیسرے دو سو
اکیس گوسفند انکی زکوۃ تین گوسفند ہین چوتھے تین سو ایک گوسفند انکی زکوۃ
بنا بر قول احوط کے چار گوسفند ہین پانچوین چار سو گوسفند انکی زکوۃ

بھی چار گوسفند ہیں اور اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تو ہر سو گوسفند میں ایک
گوسفند زکوۃ میں دے مسئلہ جو مقدار شتر و گوسفند وغیرہ کی بابت دو نصابوں
کے بیچ ہو اُسکی زکوۃ نہیں ہے مثلاً چالیس گوسفند کے ایک
گوسفند زکوۃ ہے جبتک دوسرے نصاب تک نہ پہنچیں زکوۃ سوائے
ایک گوسفند کے زیادہ نہ ہوگی اگرچہ سو گوسفند ہوں البتہ اگر ایکسو ایک تک
پہنچیں تو دو گوسفند زکوۃ میں دینا لازم ہوگا اسی طرح سب میں سمجھ لینا چاہیے
مسئلہ مخفی نرہے کہ زکوۃ متعلق عین نصاب سے ہوتی ہے اور اگر غلہ اور
جانور زکوۃ میں نہ دے تو قیمت اُسکی بھی دے سکتا ہے دینا بر مشہور کے فصل
پانچویں بیچ بیان زکوۃ فطر کے اسمیں کئی امر ہیں امر اول مخفی نہ ہے کہ زکوۃ
فطر واجب ہے تین شرطوں سے اول یہہ کہ بالغ و عاقل ہو پس طفل و
مجنون اور جس پر بیہوشی طاری ہو قبل غروب آفتاب کے شب عید کو اور
بیہوش رہے تا بعد زوال آفتاب روز عید تک اُن پر فطرہ واجب نہیں ہے البتہ
اگر کسی کے عیال میں یہہ سب داخل ہوں تو اُسپر اُن سب کا فطرہ واجب ہوگا
دوسری شرط یہہ ہے کہ آزاد ہو غلام پر فطرہ نہیں ہے تیسرے یہہ کہ غنی ہو اور
مراد غنی سے وہ شخص ہے کہ قوت سالیانہ اپنا اور اپنے عیال واجب النفقہ کا
رکھتا ہو یا پیشہ و کسب ایسا کرتا ہو کہ تمام سال مع اپنے عیال کے معیشت سے
کافی ہو اور مستحب ہے فقیر کو کہ ایک صاع فطرہ اپنے اور اپنے عیال کی طرف سے
نکال کے دست بدست گردانے اور کسی مستحق دوسرے کو دے یا کسی کو اپنی
عیال میں سے دے فائدہ بعد پائے جانے شرائط وجوب فطرہ کے فطرہ دے

اپنی طرف سے اور کل ان لوگونکے طرف سی جنکا نفقہ دینا اس پر واجب ہے
مثل اولاد اور منکوحات و غلام و کنیز وغیرہ کے یہہ سب خواہ چھوٹے ہوں
خواہ بڑے سب کا فطرہ واجب ہوگا بشرطیکہ یہہ سب لوگ شب عید کو عیال میں
دوسرے شخص کے داخل ہوئے ہوں اور اگر ایسا ہو تو جسکے عیال میں داخل ہوئے ہیں
اسی پر فطرہ ان سب کا واجب ہوگا اور اگر زید اپنے عیال واجب النفقہ کو نفقہ
نہ دیتا ہو اور وہ مکان علحدہ میں ہوں تو بھی زید پر فطرہ انکا علی الظاہر واجب
ہوگا اگر انمیں سے کوئی غنی ہو تو احوط یہہ ہے کہ وہ خود بھی اپنا فطرہ نکالے
اور زید بھی اسکا فطرہ دے اور واجب ہے فطرہ دینا اس شخص کا جو قبل شب عید
کے اسکے اسکی گھر میں مہمان آوے تو اسکے مال سے افطار کرے اور اگر بعد شام کے
گھر میں آوے تو افطار کرے یا نکرے فطرہ اسکا صاحب خانہ پر واجب نہیں ہے
اور اگر قبل شام کے گھر میں مہمان آوے اور افطار نکرے تو ظاہر صاحب خانہ
پر فطرہ اسکا لازم ہوگا اور احوط یہہ ہے کہ دونو فطرہ دیں اور اگر کسیکو نان
و نفقہ وغیرہ دیتا ہو اور وہ عیال اسکی داخل ہو اور دوسری مکان میں رہتا
ہو تو ایسے شخص کا فطرہ معطی پر واجب نہیں ہے اسیطرح جسکا نفقہ معین
ہو بطور اجرت کے اسکا بھی فطرہ واجب نہوگا اور اگر شب عید کو قبل شام
کے واسطے ہمسایوں کے کچھ کھانا بھیجے یا فقیر کو کچھ دے یا کوئی شخص تمام ماہ
مبارک میں مہمان ہو اور روز آخر ماہ رمضان میں قبل غروب آفتاب کے
چلا جاوے پس شب عید کو دوسری جگہہ افطار کرے یا بعد شام عید کی کچھ کھا کر گھر
میں آوے یا کچھ نکھایا ہو اور بعد شام کے آیا ہو تو ان سب صور تونمیں فطرہ

دینا ایسے شخص کا واجب نہین ہے مگر احوط یہہ ہے کہ جتنے گھر مین بعد شام کے اوسنے افطار کری اور اُسنے جس مکان پر افطار کیا ہو اوسکا فطرہ دے اور اگر غنی مہمان فقیر کا ہو یا زوجہ غنیہ ہو اور زوج فقیر تو مہماندار پر اور شوہر پر فطرہ واجب نہو گا مگر احوط یہہ ہے کہ مہمان غنی اور زوجہ غنیہ خود اپنا فطرہ دین مسئلہ اولی جو کہ بالغ ہو قبل ہلال عید کے یا مسلمان ہو یا دیوانہ اچھا ہو جائے یا فقیر غنی ہو یعنے قوت سالیانہ بہم پہونچا ہے یا کوئی غلام اسکی ملکیت مین داخل ہو یا کوئی فرزند متولد ہو قبل ہلال کے پس ان صورتون مین سب کا فطرہ دینا واجب ہو گا اور اگر یہہ سب امور بعد شام کے واقع ہون ظہر روز عید تک تو فطرہ دینا مستحب ہے مسئلہ ثانیہ زوجہ منکوحہ کا فطرہ زوج پر واجب ہے اگرچہ اُسکی عیال مین داخل نہو بشرطیکہ دوسرے کی عیال مین شب عید کو داخل نہوئی ہو اور کلام اکثر علما سے ظاہر ہوتا ہے کہ زوجہ ناشزہ کا فطرہ لازم نہین ہے لیکن فطرہ دینا اُسکا احوط ہی مسئلہ ثالثہ غلام و کنیز کا فطرہ آقا پر واجب ہی خواہ اُنکا صرف آقا کے متعلق ہو یا نہین اور علیحدہ ہون اگر شب عید کو عیال مین کسیکے داخل نہون والا جسکے عیال مین ہونگی اُس پر واجب ہو گا اسیطرح اگر بھاگے ہون اور خبر اونکی حیات کی آقا کو معلوم ہی تو بنابر مشہور کے آقا کو فطرہ دینا لازم ہے اور اگر کچھہ خبر اُنکی نہو تو جب تک علم اُنکی موت کا حاصل نہو تو فطرہ دینا ضروری ہی بنابر قول ایک جماعت علما کے مسئلہ رابعہ اگر زید مثلاً غنی ہو تو اُس پر واجب ہی نفقہ دینا اپنے والدین اور جد و جدہ اور اولا

اور اولاد اولاد کا جبکہ یہہ سب فقیر ہون پس فطرہ دینا انکا بھی زید پر واجب ہوگا
اگرچہ انکو نفقہ دیتا ہو بنا بر قول مشہور کے بشرطیکہ یہہ لوگ شب عید کو عیال
مین کسی کی داخل نہون **مسئلہ خامسہ** جس کا فطرہ شخص ثانی پر واجب ہو
تو شخص اول سے وجوب ساقط ہوتا ہے **امر ثانی** بیچ بیان جنس **فطرہ** اور
مقدار فطرہ کے پس مخفی نرہے کہ قوت غالب سے یعنے جس چیز کے کھانیکا
اکثر استعمال رہتا ہو اسمین سے فطرہ دے مثل گندم و جو و برنج و خرما و
منقے کے اور افضل خرما ہے پس منقے پس جو قوت غالب ہو اور مقدار فطرہ
کے فی کس ایک صاع ہے کہ بحساب سیر انگریزی نمبری جوفی الحال لکھنؤ
مین سند اول ہے تین تار باضافہ چار ماشہ و ایک رتی کے ہوتا ہے **مسئلہ**
قیمت بھی اشیاء مذکورہ کی فطرہ مین دینا جائز ہے **امر ثالث** بیچ وقت
نکالنے فطرہ کے اور وہ بنا بر مشہور کے شام شب ہلال شوال ہے ظہر
عید تک اور قبل اسکے نہین دے سکتا ہے مگر بطور قرض کے پس بعد
دخول وقت کے قرض مین مجرا کرے اگر مدیون صفت استحقاق پر باقی
رہے اور قرض خواہ بھی غنی رہے ورنہ واپس کریگا اور واجب ہی نیت
کرنا بروقت نکالنے فطرہ کے اور کافی ہے نیت مین قصد کرنا اس امر کا کہ
زکوٰۃ فطرہ دیتا ہون اپنی طرف سے یا عیال کی طرف سے واسطے اطاعت
امر الٰہی کے واجب قربۃً الی اللہ **مسئلہ** اگر فطرہ وقت مین نکالا ہو اور دینے
مین مستحق کے تاخیر ہو کسی عذر سے تو قباحت نہین ہے اور اگر وقت مین فطرہ
نہ نکالا ہو تو احوط یہہ ہے کہ شام روز عید تک فطرہ دے اور قصد ادا و قضا کا

نکرے اور اگر روز عید گذر گیا ہو اور فطرہ نکالا ہو تو بھی احتیاطاً دے اور
قصد کرے اس امر کا کہ یہ دیتا ہون مین اگر قضا فطرہ کی مجھپر واجب ہے
تو فطرہ ہے والا تصدق ہے مسئلہ اگر فطرہ نکالا ہو اور سستی کرے
دینے مین مستحق کے اور تلف ہوجائے تو ضامن ہوگا یعنے پھر اوتنی ہی مقدار
اُسکو دینا لازم ہوگا اور جائز نہین ہے بھیجنا فطرہ کا دوسرے شہر مین اگر
مستحق اپنے شہر مین موجود ہون اور اگر ایسا کرے اور تلف ہو تو ضامن ہوگا
اور اگر اپنے شہر مین مستحق نہون تو دوسرے شہر مین جہان مستحق ہون روانہ
کرے اس صورت مین اگر تلف ہوجائے تو ضامن نہوگا بنابر تصریح
بعض علما کے لیکن اس حال مین بھی عوض دینا اُسکا احوط ہے امر رابع
مستحق فطرہ وہ لوگ ہین جو مستحق زکوۃ مال ہین چنانچہ فصل آئندہ مین تفصیل
بیان ہوگا مگر افضل یہ ہے کہ زمان غیبت امام مین فقیہ عادل اثنا عشری کے
پاس روانہ کرے کہ وہ مستحقون کو تقسیم کرے اور خود بھی تقسیم کرسکتا ہے
مگر مومن اثنا عشری عادل کو یا مومن مجہول الفسق کو دے یا اطفال
مومنین کو دے اگرچہ والدین اُنکے عادل نہون اور اگر کسی طفل کا
باپ شیعہ ہو اور ماں سنیہ ہو جب بھی اُس طفل کو علی الظاہر دے سکتے ہین
اور مستحب ہے کہ اپنے اعزا و اقربا مستحقین کو دے پس ہمسایون کو اور
صاحبان علم و فضل و زہد کو اگر استحقاق ہو اور چاہیے کہ مستحق کو ایک صاع
سے کم نہ دے مسئلہ فطرہ غیر سید کا سید کو نچاہیے دینا اور فطرہ سید کا سید
و غیر سید دونون پاسکتے ہین تفصیل اُسکی فصل آئندہ مین آتی ہے

فصل چھٹی بیچ بیان مستحقین زکوٰۃ کے وہ آٹھ گروہ ہین جنکا خدا اور عالم
نے قرآن مجید مین اونکا ذکر کیا ہے اول و دوم فقرا و مساکین ہین
اور مراد اونسے وہ لوگ ہین جو قوت سالیانہ اپنا اور اپنی عیال واجب النفقہ
کا نہین رکھتے اور نہ کوئی کسب وپیشہ رکھتے ہین جسکی وجہ سے معاش اپنی
اور اپنے عیال کی حاصل ہو اور اگر کوئی شخص کسب وپیشہ کرتا ہے مگر خرچ
سالیانہ اُنکا اور عیال کا حاصل نہین ہوتا وہ مستحق زکوٰۃ پانے کا ہے اور جسقدر چاہے
لے سکتا ہے بنا بر قول مشہور کے تا وقتیکہ صفت فقر از زائل ہو اور اگر صفت
غنا حاصل ہو بوجہ اخذ زکوٰۃ کے تو پھر اُسکو زکوٰۃ نہ دینگے اور اگر کوئی شخص مکان
موافق اپنے اور اپنے عیال کے یا خادم و غلام وکنیز و لباس تجمل وکتب علمیہ وغیرہ رکھتا ہو
اور احتیاج ہو ان سب کی مثل اسکی کہ اگر مکان نہو تو رہنے کو محتاج ہو
یا خادم و لباس تجمل وغیرہ نہون تو مناسب اوسکے حال اور لیاقت
کے نہین ہے بلکہ موجب ذلت واہانت کے ہے پس اس صورت مین اگر
معاش اُسکی تمام سال مین کفایت نکرے تو مستحق زکوٰۃ پانے کا ہے
مسئلہ اگر کوئی شخص مدعی ہو فقر کا اور صاحب مال اُسکو صادق جانے
تو زکوٰۃ اُسکو دے اور اگر کاذب جانے تو نہ دے اور اگر سچ وجھوٹ اُسکا
نہ معلوم ہو تو بہتر یہ ہے کہ پوشیدہ اوسکے حال کا تفحص کرے
مسئلہ اگر کسی کے فقر پر دو عادل گواہی دین تو وہ مستحق زکوٰۃ
کا ہے مسئلہ اگر کوئی شخص مدعی ہو کہ مال میرا تلف ہو گیا تو بعض
علما قائل ہین کہ اُس سے قسم لین گے تو زکوٰۃ دین گے اور

بہتر یہہ ہے کہ اگر گواہ ممکن ہون تو طلب کرے ورنہ قسم پر اکتفا کرے **مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنا کسب و پیشہ ترک کرے اور مشغول ہو طلب علم دین مین تو زکوٰۃ اُس کو دے سکتے ہین اگر کسب مانع طلب علم سے ہو اور تحصیل علم مذکور اُس کو واجب ہو **مسئلہ** واجب نہین ہے آگاہ کرنا فقیر کو زکوٰۃ سے بلکہ اگر کوئی شخص اپنی لیاقت کے خلاف جانتا ہے زکوٰۃ لینا اور وہ مستحق ہے تو چاہیے کہ زکوٰۃ بطور صلہ و ہدیہ کے اُسکے پاس روانہ کرے تیسرے مستحقین زکوٰۃ سے عاملین ہین اور مراد اُنسے وہ لوگ ہین جنکو امام علیہ السلام واسطے تحصیل زکوٰۃ کے معین فرماوین اور یہہ لوگ اس زمانہ مین غالباً نہین ہوتے ہین چوتھے مولفۃ القلوب یہہ لوگ بھی اس زمانہ مین نہین ہین پانچوین صرف کرنا زکوٰۃ کا آزاد کرنے مین غلام و کنیز کے مثل اسکے کہ آقا نے اپنے غلام و کنیز سے شرط کی ہو کہ اگر تو اتنا مال دیگا تو آزاد ہوگا اور وہ عاجز ہو وقت مال کے کسب سے تو زکوٰۃ سے اُسکو دینگے تاکہ آزاد ہو یا غلام و کنیز پر آقا بہت شدت کرتا ہو تو مال زکوٰۃ سے اونکو خرید کرکے آزاد کرینگے اور مدار شدت وغیرہ کا عرف پر ہے یا مستحق موجود نہون تو مال زکوٰۃ سے غلام و کنیز لیکر آزاد کرینگے اگرچہ شدت مین نہون اور احوط یہہ ہے کہ یہہ غلام و کنیز شیعہ ہون چھٹے مستحقین زکوٰۃ سے قرضدار ہین کہ قرض لیا ہو اور معصیت مین صرف نکیا ہو اور فی الحال ادائے قرضہ سے عاجز ہون اور اگر معصیت مین صرف کیا ہو بعد ازان توبہ کی ہو اور فقیر ہو تو سہم فقرا سے دے سکتے ہین اور اگر معلوم ہو کہ معصیت مین صرف کیا ہے یا غیر معصیت مین تو بھی بنا بر مشہور کے اُسکو

کفار جنکو تعلیقاً مسلمانون نے اپنی سی علاقہ رکہا ہو

زکوۃ دینگے تاکہ قرض ادا کرے لیکن احوط یہہ ہے کہ حال اوسکے صرف کا دریافت
کرین کہ کس مین صرف کیا ہے اگر ممکن ہو ورنہ اکتفا کرینگے ظاہر حال مومن پر
واللہ اعلم ساتوین فی سبیل اللہ یعنے راہ خدا مین صرف کرنا مثل اعانت
زوار ان اور حاجیون کے اور مثل بنانے مساجد و پل وغیرہ کے موافق
ضرورت و احتیاج مردم کے اور صرف کرنا اوس وجہ مین جس سے ترقی
دین ہو مثل اسکے کہ مدرسہ جاری کرے اور مصارف اوسکے مال زکوۃ سے دے
لیکن احوط یہہ ہے کہ اگر مستحقین فقرا و محتاجین موجود ہون تو انکو مقدم کرے
ان امور پر مگر وہ امر کہ جسکا کرنا ضرور ہو مثل پل بنوانا یا چاہ بنوانا اوس جگہہ پر کہ
ضروری ہو آٹھوین ابن السبیل مراد اوس سے وہ مسافر ہین جو کہ غربت مین یعنے
حال مسافرت مین ہون اور خرچ اپنے مکان تک جانیکا نہ رکھتے ہون اگرچہ
اپنے مکان پر وہ غنی ہون مگر سفر انکا غیر مشروع نہو پس انکو زکوۃ مین سے
اسقدر دے سکتے ہین کہ اپنے گھر تک پہونچ جاوین نہ اوس سے زیادہ **فصل**
بیچ بیان اوصاف مستحقین کے پس مخفی نرہے کہ سوا مولفۃ القلوب اور بعض
اصناف فی سبیل اللہ کے زکوۃ لینے والے مین کئی صفتین لازم ہین اول
یہہ کہ مومن شیعہ اثنا عشری ہو اور احوط یہہ ہے کہ صالح اور پرہیزگار ہو گناہ
کبیرہ مثل شرب خمر وغیرہ سے اجتناب کرتا ہو دوسرے یہہ کہ واجب النفقہ
اپنے مالک کا نہو مثل اولاد و زوجہ و غلام و کنیز وغیرہ کے البتہ زوجہ شوہر کو
زکوۃ دے سکتی ہے اگر مستحق ہو تیسرے یہہ کہ سید نہو کیونکہ غیر سید کی زکوۃ
سید کو نہین دے سکتے البتہ سید کی زکوۃ سید و غیر سید دونون پا سکتے ہین اور اگر قدر

فی سبیل اللہ

اوصاف زکوۃ لینے والوں کے

قدرت نہین رکھتا ہے کہ اپنی معاش سے بسر کرے اور خمس بھی نہین ملتا
یا ملتا ہے اور کافی نہین ہوتا تو اس صورت مین غیر سید کی زکوۃ اُسکو دے
سکتے ہین بقدر ضرورت بلکہ بقدر سد رمق اور اگر احتیاط شرعی عمل مین آوے
تو پھر جسقدر کا احتیاط کیا جاوے وہ ملسکتا ہے سید کو اور جملہ زکوۃ مستحبہ
وصدقات مسنونہ غیر سید کی سید ہر حال مین پاسکتا ہے — تتمہ
اسمین کئی مسئلہ ہین مسئلہ اولی اطفال مومنین زکوۃ لے سکتے ہین اگرچہ
والدین اُنکے فاسق ہون جیسا کہ گذرا مسئلہ ثانیہ بہتر یہ ہے کہ زکوۃ
سب اصناف مستحقین کو پہونچائے اور اقلاً ہر صنف سے تین شخصون کو دے
اور ایک شخص کو بھی دینا جائز ہے اگرچہ اتنا دو کہ غنی ہو جاے لیکن
احوط یہہ ہے کہ قوت سالیانہ سے زیادہ اُسکو نہ دے خصوصاً جبکہ فقرا بہت
ہون مسئلہ ثالثہ یہہ ہی کہ اپنے عزیزون مستحق کو زکوۃ دے اور موافق استحقاق
کے دے مثلاً کوئی شخص عیال کثیر رکھتا ہی اُسکو موافق اُسکی حال کے دینا چاہیے
اور علما و فضلا و صلحا کو مقدم رکھنا چاہیے باوجود استحقاق کے مسئلہ رابعہ احوط
یہہ ہی کہ کسی مسکین کو مقدار زکوۃ نصاب اول طلا و نقرہ سے کم نہ دی یعنے نصف
دینار دی یا پانچ درہم دی اس سے کم نہ دے اور زیادہ مین اختیار ہی مسئلہ
خامسہ اگر اپنے شہر مین مستحق ہون تو دوسرے شہر مین روانہ کرنا زکوۃ کا جائز
نہین ہی مسئلہ سادسہ زمانہ غیبت امام علیہ السلام مین بہتر یہہ ہی کہ زکوۃ مجتہد
جامع الشرائط پاس بھیجین کہ وہ مستحقین کو تقسیم کرے مسئلہ سابعہ بروقت
اخراج زکوۃ کی نیت کرے کہ زکوۃ مین دیتا ہون مین واجب۔ قربۃً الی اللہ

قد فرغ من تسوید هذه الرسالة العجالة الزکوتیة مؤلفه المتمسک
بحبل الله القوی ابو الحسن علی بن السید نقی الرضوی غفر الله له سیئاته
واسکنه بحبوحة جنانه یوما اوصی فیه المصطفی للمرتضی واستخلفه فجعله
بمنزلة هارون من موسی ونص علیه بالخلافة والوصایة وان لم
یقبلها اهل الغوایة والحمد لله هو کذلک بالخبر والآیة اعنی به یوم
الخمیس لثمانیة مضت من العشرة الثانیة من ذی الحجة الحرام فی
سنة ثلثین وتسعین بعد الالف ومائتین من هجرة
سید الانام علیه وعلی آله الاف التحیة والصلوة
والسلام فی قریة من قری جونفور تسمی
سادی لازالت اهلها بالنعم والایادی

فہرست کتب موجودہ تصنیف جناب قبلہ و کعبہ
عماد العلما مولانا میر آغا صاحب مجتہد العصر دامت برکاتہ

خزانۃ المسائل کتاب طہارۃ کفایۃ السائلین طہارۃ نسوان احکام النساء
تحفۃ العابدین تحفۃ المومنین زاد المسافرین ارشاد المزکین موعظہ فاخرہ
مناقب و فضائل جدول مسائل ضروری جدول تاریخ سعد و نحس
فرائد یقینیہ عربی دفع الشبہات عقائد امامیہ خزانۃ المسائل کتاب الصلوۃ زیر طبع
شرح دعاء عدیلہ قول فصل در وقف و وصل عجالہ مذہب فقط